ارشاد بیگم
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

15 ''جانگلوس'' کا کرداری مطالعہ

Irsdha Begum

Ph.D scholar, Urdu Deptt, NUML, Islamabad.

Characterization in "Jangloos"

Shaukat Siddiquie is one of the prominent Urdu novelists. His novels "Khuda ki Basti" and "Jangloos" are considered as milestones in history of Urdu fiction. "Jangloos" is a novel demonstrating the depth of knowledge of the author about the feudal culture in Pakistan and he has presented a detailed picture of the rural society and its problems and complications. The main characters of this novel are of criminals and through these characters the author has exposed the criminal face of the upper class of society. The article is an attempt to analyze the characterization in this novel.

شوکت صدیقی اردو ادب کے نامور مصنفین کی صف میں شامل ہیں۔ یوں تو وہ بہترین افسانہ نگار کے طور پر پہچانے جاتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ناول ''خدا کی بستی'' نے ان کی شہرت کو دوام بخشا تو غلط نہ ہوگا۔ ''خدا کی بستی'' کے علاوہ انہیں ''جانگلوس''، ''چار دیواری'' اور ''کمین گاہ'' جیسے ناول بھی لکھے۔ ان کے ناول ''جانگلوس'' کی تین جلدیں ہیں۔ یہ ناول کتابی شکل میں شائع ہونے سے پہلے ایک ماہنامے میں قسط وار چھپتا رہا۔

ڈاکٹر ممتاز احمد خان شوکت صدیقی کے ناولوں ''خدا کی بستی'' اور ''جانگلوس'' کا موازنہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''خدا کی بستی'' اگر شہری انڈر ورلڈ کو پیش کرتا ہے تو ''جانگلوس'' دیہی انڈر ورلڈ کا منظر نامہ ہے شاید یہ بات عجیب سی لگے لیکن جاگیردارانہ نظام بھی ایک نوع کا انڈر ورلڈ یا جرائم کی دنیا ہے۔''(۱)

شوکت صدیقی نے ناول ''جانگلوس'' میں پاکستانی معاشرے کے دو طبقوں کی نمائندگی کی ہے۔ ایک ظالم طبقہ اور دوسرا مظلوم طبقہ، انہوں نے اپنے کرداروں کے ذریعے طبقاتی ذہنیت کا پردہ چاک کیا۔ ''جانگلوس'' میں مصنف نے تہذیب یافتہ اور

غیر مہذب دیہی مقتدر طبقے کی بے حسی اور لاقانونیت کی عکاسی کی ہے۔ انہوں نے نہ صرف جاگیردارانہ نظام کے کچلے ہوئے معصوم صفت لوگوں کی نمائندگی کی بلکہ اس تلخ حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا کہ بیوروکریٹ اور جاگیردار کس طرح بخوشی اپنے مفاد کے لیے اپنی بیوی کی عصمت ریزی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جائیداد کے لالچ میں سگے بھائیوں کو بھی جس بے جا میں رکھنے کو عار نہیں سمجھتے۔ شوکت صدیقی ایسے معاشرے کے خواہاں ہیں جہاں ظالم کو باآسانی کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے اور مظلوم کے لیے اس کا حق حاصل کرنا ناممکن نہ ہو۔

شوکت صدیقی ناول ''جانگلوس کے متعلق'' دائرے'' میں ایک انٹرویو میں کچھ اس طرح بات کی:

''جب میں یہ ناول لکھ رہا تھا تو میرا اسٹڈی ایک ایسا ورکشاپ بن گیا تھا۔ جس کے درودیوار پر ناول سے متعلق شہروں اور اضلاع کے نقشے آویزاں تھے۔'' (۲)

''جانگلوس'' کا آغاز جیل سے بھاگے ہوئے مجرموں ''لالی دین'' اور رحیم داد سے ہوتا ہے۔ وہ دونوں پولیس سے چھپتے چھپاتے مختلف علاقوں کے لوگوں سے ملتے پھرتے ہیں۔ یہ میل ملاپ مختلف طبقہ ہائے زندگی سے منسلک ہے۔ یہ ناول جہاں لالی اور رحیم داد کے ذریعے وڈیروں، جاگیرداروں اور بیوروکریٹس کی گھناونی عادات وصفات سے روشناس کراتا ہے۔ وہاں ہاریوں اور بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کی مظلومیت کا عکاس بھی ہے۔ اس ناول میں کرداروں کی بھرمار ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کردار سرکش اور باغی ہیں۔ کوئی قانون کا مخرف ہے تو کوئی مذہب کا منکر، کوئی معاشرتی حد بندیوں سے آزاد ہے تو کوئی رسم ورواج کا منافی، کوئی سماجی رویوں کا باغی ہے۔

ناول ''جانگلوس'' کا مرکزی کردار رحیم داد عرف رحیمے ہے۔ رحیم داد مختلف انواع کی بغاوتوں کا مرتکب ہوتاہ۔ وہ بلوے اور اقدام قتل کے الزام میں گرفتار ہوتا ہے لیکن اپنی تین سال کی قید بامشقت مکمل ہونے سے پہلے ہی جیل سے بھاگ نکلتا ہے۔ اس طرح وہ قانون سے اپنی پہلی بغاوت کا آغاز کرتا ہے۔ وہ پولیس سے جان بچانے کے لیے بھاگتا پھرتا ہے۔ ایک دن پولیس لالی اور رحیم داد کا پیچھا کرتی ہے تو لالی پکڑا جاتا ہے جبکہ رحیم داد بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ کنگل میں رحیم داد کی ملاقات حکیم نذر محمد چشتی سے ہوتی ہے۔ جو جڑی بوٹیاں جمع کرنے میں مصروف تھا۔ حکیم کو اچانک مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ رحیم داد موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حکیم کے چہرے کو پتھر سے منسخ کر دیتا ہے تاکہ لاش کی شناخت نہ ہوسکے اور وہ حکیم کے کپڑے خود پہن لیتا ہے جبکہ جیل کا یونیفارم اسے پہنا دیتا ہے۔ اپنے محسن چوہدری نورالٰہی کا گلا دبا دیتا ہے اور اس کے کلم کے کاغذات لے کر بھاگ جاتا ہے۔ رحیم داد اپنے بچاؤ کے لیے جرم پر جرم کرکرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اپنی بہن کے قتل کا سبب بھی بنتا ہے۔ اور طیش میں آکر بہنوئی کو بھی قتل کر دیتا ہے۔ رحیم داد احسان فراموش ہوتا ہے جو بھی اس سے بھلا کرتا ہے وہ اسے ہی اپنے فائدے کے لیے ختم کر دیتا ہے۔ کوٹلہ پرکشن زمیندار اللہ وسایا کی گھوڑی کے سم سے رحیم داد زخمی ہوجاتا ہے۔ زمیندار اسے گھر لاتا ہے اس کا علاج معالجہ کرواتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے زمین دلانے کی کوشش کرتا ہے اس طرح رحیم داد اپنے آپ کو نورالٰہی ظاہر کرکے اس کے کلیم پر زمین اپنے نام کرالیتا ہے۔ رحیم داد زمیندار کے احسانوں کا صلہ یہ دیتا ہے کہ اس کے دشمن احسان شاہ کے ساتھ مل کر اسے قتل کر دیتا ہے اور زمیندار اللہ وسایا کی بیوی جمیلہ سے زبردستی نکاح کر لیتا ہے تاکہ اس کی جائیداد بھی ہتھیا لے۔ اس طرح رحیم داد قانون کی اور اقدار کی دھجیاں اڑاتا ہے۔

رحیم داد نہ صرف دوسروں کے لیے سفاک ہے بلکہ وہ اپنے بیوی بچوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ وہ خود تو نور الٰہی بن کر حویلی میں بڑے ٹھاٹ باٹ سے زندگی بسر کرتا ہے۔ لیکن بچوں کے لیے اس کے دل میں کوئی بھی نرم گوشہ موجود نہیں ہوتا۔

رحیم داد کی بیوی نوراں جب اسے چوہدری نور الٰہی کے روپ میں دیکھتی ہے تو اسے شبہ ہوتا ہے کہ یہ اس کا شوہر رحیم داد ہی ہے۔ وہ اس کی حویلی میں نوکرانی بن کر آتی ہے۔ وہ بار بار اصرار کرتی ہے بقول مصنف:

> ''......مجھے پتا ہے تو رحیمے ہی ہے۔ تو کوئی اور نہیں ہو سکتا۔'' اس کا لہجہ اعتماد سے بھرپور تھا۔ ''پہلے مجھے تیرے بارے میں شبہ تھا۔ اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ تو رحیمے ہے، بالکل رحیمے ہے۔''(۳)

رحیم داد پر رانوں کی کسی بات کا اثر نہیں ہوتا حالانکہ وہ اسے بتاتی بھی ہے کہ جمال دین نے اس سے نکاح نہیں کیا تھا۔ وہ جھنگ جا چکا ہے۔ رحیم داد کو دولت چھن جانے کا خوف ہوتا ہے اس لیے وہ معاشرتی و مذہبی دونوں طرف سے بغاوت کر بیٹھتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

> ''بیکار کی کڑ کڑ نہ کر۔''
>
> ''میں تیرا رحیمے نہیں۔ چوہدری نور الٰہی ہوں۔ اب تو یہاں سے ٹُر جا۔''(۴)

نوراں مایوس ہو کر اپنے دونوں بچوں کا گلا کاٹ دیتی ہے اور خود کو آگ کے حوالے کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ موت کو گلے لگا لیتی ہے۔ رحیمے شاداں نامی لڑکی سے شادی کر لیتا ہے۔ جب شاداں کو پتا چلتا ہے کہ رحیمے اسے طلاق دینا چاہتا ہے تو وہ اسے قتل کر دیتی ہے۔

ڈاکٹر انوار احمد رقمطراز ہیں:

> ''شوکت صدیقی کے ناول ''جانگلوس'' (۱۹۸۹ء) میں لالی اور رحیم داد، ڈکنز کے ناول ''Grat Expectations'' (۱۸۶۱ء) میں موجود کرداروں Magwitch اور Compeyson سے مماثلت رکھتے ہیں......

ناول ''جانگلوس'' کا کردار رحیم داد Compoyson سے مماثلت رکھتا ہے۔ رحیم داد لالی کے برعکس ظالم اور شفاک انسان ہے۔ جب تک وہ لالی کے ساتھ رہتا ہے اس کی فطرت کھل کر سامنے نہیں آتی ہے۔''(۵)

''جانگلوس'' کا دوسرا اہم کردار سلامو ہے۔ جو بھٹے پر اپنے بیوی بچوں سمیت کام کرتا ہے۔ اس کی چودہ سالہ بیٹی رانو کو جب بھٹے کا مالک اٹھوا لیتا ہے تو وہ سراپا احتجاج بن جاتا ہے۔ بھٹے کا جمعدار حنیف ڈوگر اور اس کے کارندے جب سلامو کے سامنے آتے ہیں تو وہ سیخ پا ہو جاتا ہے۔ اس کے شدید غصے کے بارے میں مصنف رقمطرار ہے:

> ''سلامو نے ایک بار کچاچک کے اس زور سے ڈوگر کے منہ پر تھپڑ مارا کہ وہ چکرا گیا۔ سنبھلا بھی نہ تھا کہ سلامو نے اچھل کر دھکا دیا۔ ڈوگر لڑ کھڑا کر گارے میں گر پڑا۔ سلامو نے جھپٹ کر اس کی گردن پکڑ لی اور گارے میں ٹھونس دی۔ مگر ڈوگر نے جلد ہی زور لگا کر اپنی گردن گارے سے باہر نکال لی۔ اس کا چہرہ گارے سے لت پت ہو کر نہایت ڈراؤنا اور ہیبت ناک نظر آ رہا تھا۔ وہ زور زور سے ہانپ رہا تھا اور اونچی آواز سے سلامو کو گالیاں دے رہا تھا۔''(۶)

سلامو کو احتجاج کی کڑی سزا دی گئی اسے دہکتے توے پر ننگے پاؤں کھڑا کیا گیا اور اس کے پاؤں جلا دیئے گئے۔ سلامو کو تکلیف تو ہوئی لیکن اس کے انقلابی قدم سے باقی پتھیرے بھی جاگ اٹھے اور بھٹہ مالک کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے لگے۔ جب حنیف ڈوگر دوبارہ گالیاں دینا شروع کرتا ہے تو تمام پتھیرے کچھ اس طرح احتجاج کرنے لگے:

''جمعدار گالاں نہ نکال۔''

''رب سے ڈر۔ اتنا ظلم کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔''

''کڑیاں اور زنانیاں اٹھاتے ہوئے تجھے شرم کرنی چاہیے۔''

''سلامو نے جو کچھ کیا بالکل ٹھیک کیا۔''

''ہن جی، یہ عزت کا سوال ہے۔''(۷)

حنیف ڈوگر کو ملازمت سے برطرف کر دے گا۔ اس کے علاوہ اس نے سلامو کے علاج کے لیے بھی پندرہ روپے دیئے۔ اس طرح پتھیرے دوبارہ کام پر جانے لگے۔ سلامو کے کردار کے بارے میں ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

''شوکت صدیقی نے اس ناول میں بھٹوں پر کام کرنے والے افراد کو بھی دکھایا ہے۔ جو اپنی قسمت کی ستم ظریفی پر مبہوت ہیں۔ صبح سے شام تک سخت محنت کے باوجود انہیں پیٹ بھر کر خوراک نہیں ملتی۔ اگر وہ احتجاج کرتے ہیں تو انہیں سزا کے طور پر چھتر مارے جاتے ہیں۔ ان پتھیروں کی بیٹیاں بھی مالکان کی درندگی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ سلامو پتھیرے کی بیٹی کو بھٹے کا مالک اسلم اٹھوا لیتا ہے۔ سلامو احتجاج کرتا ہے تو اسے اس کی بیٹی تو واپس نہیں ملتی البتہ اذیت ناک سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ اسے جلتے توے پر کھڑا رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔''(۸)

''جانگلوس'' میں اشرافیہ طبقے کی بے حسی کو بھی منظر عام پر لانے کی کوشش کی گئی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ کس طرح بیورو کریٹس اور حاکم طبقہ اپنی عیاشی کے لیے مذہبی حدود کو بھی پار کر جاتے ہیں۔ ''پولی نیسن کلب'' بنایا گیا جہاں پولیس افسران، محکمہ صحت اور ریلوے کے افسران کے علاوہ زمیندار عیاشی کی غرض سے اپنی بیویوں کو ساتھ لاتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے ذریعے عورتوں کو کمرے الاٹ کیے جاتے اور پھر قرعہ اندازی ہی کے ذریعے مردوں کو کمروں میں بھیجا جاتا۔ کس کی بیوی کس کے حصے میں آتی۔ یہ قرعہ اندازی ہی سے فیصلہ کیا جاتا۔ کیمبر سٹیشن پر دو ٹرینوں کی ٹکر سے گیارہ افراد کی موت واقع ہو جاتی ہے لیکن درج بالا طبقہ اپنا پروگرام ملتوی نہیں کرتا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف لکھتے ہیں:

''امن و امان کی زندگی۔ آزاد شہری کا بنیادی حق ہے۔ تاہم، انتظامیہ آزاد ملک کو یہ نعمت فراہم کرنے کا سنجیدگی کے ساتھ ارادہ نہیں رکھتی۔ اسے تو اپنی عیاشیاں ہی عزیز ہیں۔ گیمبر کا ریلوے حادثہ ایک تاریخی سانحہ ہے۔ مگر، افسر شاہی ٹس سے مس نہ ہوئی تھی۔ اس کا تصور آزادی یا لبرلزم محض یہ ہے۔ عیش و نشاط کی محفل گرم ہو تو کوئی رنگ میں بھنگ نہ ڈالے۔''(۹)

''شاداں'' ناول ''جانگلوس'' کا جاندار کردار ہے۔ گاؤں کی روایتی عورتوں کی تمام تر خوبیاں ''شاداں'' میں موجود ہیں۔

شاداں ایک ایسی عورت ہے جو اپنے لیے نئی راہوں کا انتخاب کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ وہ اپنی ذاتی معاملات میں کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتی ہے۔ سوتیلی ماں تین سو روپے کا عوض ''شاداں'' کا نکاح بدصورت شخص سے کروا دیتی ہے۔ شاداں ازدواجی رشتے سے منسلک تو ہو جاتی ہے۔ لیکن دل سے اس شخص کو قبول نہیں کرتی۔ ''بالے'' نامی شخص کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس سے محبت کر بیٹھتی ہے اور اس کے اخراجات کا بار خود اٹھا لیتی ہے۔ جب بدنامی زیادہ ہوتی ہے تو اس محبت کی خاطر اپنے بچوں اور شوہر کو چھوڑ کر ایک دیہات جہانگیرہ میں بالے کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ جونہی شاداں کو ''بالے'' کی محبت میں کسی اور کی شراکت داری کا پتا چلتا ہے یعنی اسے معلوم ہوتا ہے کہ ''بالے'' نے چوری چھپے کسی اور سے نکاح کر لیا ہے تو وہ اسے قتل کر دیتی ہے۔ وہ اپنے غصے کا اظہار کچھ یوں کرتی ہے:

> ''میں نے اس کے کارن گھر بار چھوڑا۔ اپنے دونوں نکے چھوڑے۔ گھر والے کو چھوڑا۔ وہ برا بندہ نہیں تھا۔
> جان چھڑکتا تھا مجھ پر۔ جو کہتی کرتا تھا۔ بس ذرا......
> یہ دھوکے باز نکلا۔ ایک دم ہڈ حرام، نہ کام کا نہ کاج کا۔''(۱۰)

شاداں، لالی سے اظہار محبت کرتی ہے اور اسے بھی بے وفائی کے سنگین نتائج سے آگاہ کرتی ہے۔ لیکن قدرت کو شاید کچھ اور منظور تھا کہ لالی بار بار کسی نہ کسی جرم کی پاداش میں حوالات کی سلاخوں کے پیچھے چلا جاتا تھا۔ اسی لیے وہ شاداں سے شادی نہ کر سکا تھا۔ وہ جیل ہی میں ہوتا ہے کہ شاداں نور الٰہی (رحیم داد) سے شادی کر لیتی ہے اور اس کے بچے کی ماں بننے والی ہوتی ہے کہ لالی اسے بتاتا ہے کہ رحیم دادا سے بوڑھی سمجھنے لگا ہے اور طلاق دینے کی نیت رکھتا ہے۔ شاداں کے حواس شوکت صدیقی کو چوہدری نور الٰہی کے جانگلوس ارادے نے بری طرح متاثر کیا۔ اس نے چوہدری نور الٰہی (رحیم داد) کو بھی قتل کر دیا اور اپنی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔

ڈاکٹر صوبیہ سلیم شاداں کے کردار کے متعلق لکھتی ہیں:

> ''شاداں نے سماجی رویوں سے بغاوت کی، اس لیے وہ ایک معتوب کردار ہے۔ سماجی ماحول میں ایسی عورتوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا مگر وہ اس احساس سے بیگانہ ہے کیونکہ اسے لوگ اگر سماج کو خاطر میں لائیں تو بغاوت کریں ہی کیوں؟ اگر شاداں بغاوت نہ کرتی تو ان ہزاروں عورتوں میں اپنی شناخت کھو بیٹھتی جو اپنی قسمت پر راضی برضا نظر آتی ہیں۔''(۱۱)

مجموعی طور پر اس ناول کے کرداروں کی اٹھان فطری ہے اور وہ اپنے معاشرے کی سچی تصویر کشی کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر طبقے کے کردار اپنے طبقے کی نمائندہ خصوصیات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی انفرادی پہچان بھی رکھتے ہیں اور کردار نگاری کے حوالے سے مصنف کی گہری دسترس کے عکاس ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ممتاز احمد، ڈاکٹر، اردو ناول کے چند اہم زاویے، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۳ء، ص:۱۲۱

۲۔ بحوالہ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، اردو ناول کے چند اہم زاویے، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۲۰۰۳ء ص:۱۲۲

۳۔ شوکت صدیقی ''جانگلوس''، چوتھا ایڈیشن، جون ۲۰۰۲ء، جلد سوم، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، ۱۲۷

۴۔ ایضاً، ص:۱۲۷

۵۔ انوار احمد، ڈاکٹر، شوکت صدیقی شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص:۹۳۔۹۲

۶۔ شوکت صدیقی، جانگلوس، جلد سوم، چوتھا ایڈیشن، رکتاب پبلی کیشنز، جون ۲۰۰۲ء، ص:۴۸۴

۷۔ ایضاً، جلد سوم، ص:۴۸۸

۸۔ انوار احمد، ڈاکٹر، شوکت صدیقی شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص:۶۳

۹۔ محمد عارف، پروفیسر، اردو ناول اور آزادی کے تصورات، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور، طبع اول، ۲۰۰۶ء، ص:۸۸٦

۱۰۔ شوکت صدیقی، جانگلوس، جلد اول، رکتاب پبلی کیشنز لاہور، چھٹا ایڈیشن، جون ۲۰۰۲ء، ص:۳۷

۱۱۔ صوبیہ سلیم، ڈاکٹر، اردو ناول کے کلیدی نسوانی کردار، تحقیقی مقالہ، پی ایچ ڈی نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، مارچ ۲۰۰۹ء، ص:۱۷۳